۳۵

جماعت احمدیہ سے تین مطالبے

(فرمودہ ۹- نومبر ۱۹۳۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اس وقت ہماری جماعت کے خلاف مذہبی اور سیاسی جماعتوں کا اجتماع ہو رہا ہے- اور چونکہ ہمارے خلاف صرف ایک مذہب کے ہی لوگ نہیں بلکہ تمام مذاہب کے لوگ ہمارے مخالف ہیں اس لئے ہر شخص کسی نہ کسی رنگ میں ہمیں تکلیف دینا چاہتا ہے- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایک مقدمہ کے دوران میں آریوں کی ایک انجمن نے آریہ مجسٹریٹ سے کہا کہ انہیں ضرور سزا ملنی چاہیئے- اس قسم کی مذہبی انجمنیں ہمارے خلاف بھی ہیں اور چونکہ ہمارے ضلع میں ہندوستانی عملہ اکٹھا ہوگیا ہے اس لئے مذہبی طور پر بھی اس کے ایک حصہ پر دباؤ ڈالا جاسکتا ہے کہ وہ ہماری جماعت کی مخالفت کرے اور یہ خیال کرے کہ اس موقع پر احمدیہ جماعت کو نقصان پہنچانا مذہباً ایک نیک کام ہوگا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی موجودہ دخل اندازی بھی احراری دخل اندازی سے وابستہ ہے اور بغیر جاننے کے حکومت ان افسروں کی رائے سے متأثر ہوتی ہے جو موجودہ احراری فتنہ میں دل سے احراریوں کے طرفدار اور ہمارے مخالف ہیں- پس درحقیقت یہ ساری تکالیف خواہ حکومت کی طرف سے ہوں خواہ رعایا کی طرف سے، ایک ہی زنجیر کی مختلف کڑیاں ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم نہایت ہوشیاری سے ان کا مقابلہ کریں اور اسی لئے میں نے اللہ تعالیٰ سے متواتر دعا کرتے ہوئے اور اس کی طرف سے مبشر رؤیا حاصل کرتے ہوئے ایک سکیم تیار کی ہے جس

کو میں انشاء اللہ آئندہ جمعہ سے بیان کرنا شروع کروں گا۔ میں نے ایک دن خاص طور پر دعا کی تو میں نے دیکھا کہ چودھری ظفراللہ خاں صاحب آئے ہیں (وہ اس وقت تک انگلستان سے واپس نہیں آئے تھے) اور میں قادیان سے باہر پرانی سڑک پر ان سے مِلا ہوں وہ ملتے ہی پہلے مجھ سے بغلگیر ہوگئے ہیں اس کے بعد نہایت جوش سے انہوں نے میرے کندھوں اور سینہ کے اوپر کے حصہ پر بوسے دینے شروع کئے ہیں اور نہایت رقّت کی حالت ان پر طاری ہے۔ اور وہ بوسے بھی دیتے جاتے ہیں اور یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میرے آقا میرا جسم اور روح آپ پر قربان ہوں۔ کیا آپ نے خاص میری ذات سے قربانی چاہی ہے یا کہا کہ خاص میری ذاتی قربانی چاہی ہے اور میں نے دیکھا کہ ان کے چہرہ پر اخلاص اور رنج دونوں قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ اول تو اس میں چوہدری صاحب کے اخلاص کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے کہ انشاء اللہ جس قربانی کا ان سے مطالبہ کیا گیا خواہ کوئی ہی حالات ہوں وہ اس قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ دوسرے یہ کہ ظفراللہ خاں سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی فتح ہے اور ذات سے قربانی کی اپیل سے مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ[۱] کی آیت مراد ہے کہ جب خداتعالیٰ کی مدد اور نصرت سے اپیل کی گئی تو وہ آگئی اور سینہ اور کندھوں کو بوسہ دینے سے مراد علم اور یقین کی زیادتی اور طاقت کی زیادتی ہے اور آقا کے لفظ سے یہ مراد ہے کہ فتح و ظفر مومن کے غلام ہوتے ہیں اور اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ اور جسم اور روح کی قربانی سے مراد جسمانی قربانیاں اور دعاؤں کے ذریعہ سے نصرت ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں اور اس کے فرشتوں کی طرف سے ہمیں حاصل ہوں گی۔ عجیب بات ہے کہ رؤیا میں مَیں نے چودھری صاحب کو جس لباس میں دیکھا تھا' ان کے آنے پر ویسا ہی لباس ان کے جسم پر تھا گو عام طور پر ان کا لباس اور طرح کا ہوتا ہے۔ پھر دوسرے دن میں نے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر فضل کریم صاحب آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے اہل وعیال قادیان میں رہتے ہیں مگر آج کل وہ باہر ملازمت پر ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ جب وہ آئے تو میں نہایت محبت سے ان سے ملا ہوں اور میں کہتا ہوں آپ کے خلاف کسی نے شکایت کی تھی مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ جھوٹی ہے۔ فضل کریم سے مراد بھی یہی ہے کہ خدا کہتا ہے کہ سب قسم کے کرم یعنی عزتیں تو میرے قبضہ میں ہیں کون آپ کو ذلیل کرسکتا ہے جبکہ میرا فضل ساتھ ہو اور شکایتیں جھوٹی ہونے سے یہ مراد ہے کہ یہ جو لوگوں

نے خیال کیا کہ گویا خدا تعالیٰ ہم سے غداری کرے گا اور دشمن کا حملہ کامیاب ہوگا یہ سب جھوٹ ہے ہمارا خدا وفادار خدا ہے اس کے خلاف سب الزام جھوٹے ہیں۔ اب خطبہ کو درست کرتے ہوئے میں دو اور بشارتوں کو درج کردیتا ہوں۔ ایک تو کشف ہے اور ایک خواب۔ میں جمعہ کے بعد رات کو بستر پر لیٹا ہوا تھا اور غالبًا نصف شب کے بعد کا وقت تھا کمزوری اور کمر درد کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی اور میں جاگ رہا تھا کہ جاگتے ہوئے میں نے یہ نظارہ دیکھا کہ میری کوئی بیوی والدہ ناصر احمد یا والدہ طاہر احمد۔ غالبًا والدہ ناصر احمد ہیں کسی شخص نے آکر دستک دی ہے۔ انہوں نے دریافت حال کیا تو اس شخص نے ایک چیز انہیں دی کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب نے بھجوائی ہے۔ انہوں نے لا کر مجھے دی کہ غلام نبی صاحب گلکار (جو کشمیر کی جماعت کے پریذیڈنٹ ہیں) یہ قدرتی برف لائے ہیں کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب نے دی ہے۔ وہ برف ایک سفید تولئے میں لپٹی ہوئی ہے اور دو سیر کے قریب ہے اور اس کی شکل ایک بڑی اینٹ کے مشابہ ہے۔ میں کشف کی حالت میں اس برف کو پکڑتا ہوں اور حیران ہوتا ہوں کہ اتنی دور سے اتنی برف کس طرح محفوظ پہنچ گئی۔ تولیہ بھی بالکل خشک ہے اور اس میں برف پگھلنے کی وجہ سے نمی تک نہیں آئی۔ اس کے بعد یکدم حالت بدل گئی۔ میں سمجھتا ہوں اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ ہمارے قلوب کو اللہ تعالیٰ کسی اپنے پیارے بندے کی قربانی کو قبول کرتے ہوئے ٹھنڈک پہنچائے گا۔ ولی اللہ کا بھیجنا' غلام نبی کا لانا' رشیدہ بیگم (جو میری بڑی بیوی کا نام ہے) کا پکڑنا اور محمود کے ہاتھ میں دینا ایک عجیب پُر معنی سلسلہ ہے جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ قدرتی برف سے یہ مراد ہے کہ یہ سامان تسکین کے غیب سے پیدا ہوں گے اور اس کا نہ پگھلنا بتاتا ہے کہ تسکین مستقل ہوگی اور عارضی نہ ہوگی۔

اسی طرح آج میں نے دیکھا کہ ایک دعوت کا سامان ہو رہا ہے اور اس کے لئے برتن صاف کرکے میری ایک بیوی ترتیب سے رکھوا رہی ہیں۔ ان برتنوں میں مَیں نے نہایت نفیس اور خوبصورت رنگوں والا شیشہ کا سامان دیکھا' کچھ پیالے ہیں' کچھ صراحیاں اور کچھ گلاس سب نہایت ہی اعلیٰ قسم کے ہیں ایسے کہ ان کی طرح کا اور ان کی قیمت کا کوئی سامان ہمارے ہاں موجود نہیں۔ میں اس وقت وضو کرکے غالبًا نماز کے لئے کمرہ میں داخل ہو رہا ہوں۔ انہیں دیکھ کر ان کی خوشنمائی کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا ہے کہ فلاں قسم کے

رنگوں کے برتن جو ہمارے ہاں پہلے سے موجود تھے ان کو بھی بیچ میں رکھ دو تو یہ رنگ زیادہ خوبصورت ہوجائیں گے۔ یہ رویاء بھی خوشی اور کامیابی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۔ اور بہت سے لوگوں کو بھی مبشر رؤیا ہو رہی ہیں۔ بہرحال ترقیات اور کامیابیوں کی بشارتیں ہمیں ملی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ حاصل ہو کر رہیں گی لیکن ان کے حصول کے لئے حسبِ سنت اللہ ہمیں قربانیوں کی ضرورت ہے اور حسبِ احکامِ شریعت کچھ تدابیر اختیار کرنے کی بھی۔ لیکن میں نے پورے غور کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قربانیاں بالعموم جبری اور لازمی نہ ہوں بلکہ اختیاری ہوں تاکہ ہر شخص اپنے حالات اور اخلاص کے مطابق کام کرسکے۔ میرا ارادہ ہے کہ اس سکیم کو پیش کرتے ہوئے میں اپنی جماعت سے والنٹیئرز طلب کروں گا اور ان لوگوں کو بلاؤں گا جو خوشی سے اس تحریک میں شامل ہوں۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس کے نتیجہ میں ممکن ہے بعض لوگ جو کام کے قابل ہوں' شامل نہ ہوں۔ مگر جو شخص اپنے اندر کام کی طاقت رکھتے ہوئے شامل نہیں ہوگا وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدِہ ہوگا اور اس کا یہ عذر ہرگز سنا نہیں جائے گا کہ اس تحریک میں شامل ہونا اپنی مرضی پر موقوف رکھا گیا تھا کیونکہ گو اس میں شامل ہونا اختیاری ہوگا مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے' وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا۔ ہاں جو شخص نیک نیتی سے یہ سمجھے کہ اس کے حالات مساعدت نہیں کرتے وہ اس سے مستثنیٰ سمجھا جائے گا۔ مگر ایک بات میں آج ہی کہہ دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ کثرت سے مجھے تاریں اور خطوط موصول ہوئے ہیں جو جماعتوں کی طرف سے بھی ہیں اور افرادِ جماعت کی طرف سے بھی جن میں دوستوں نے اپنے آپ کو خدمت سلسلہ کے لئے پیش کیا ہے اور اپنے مال اور اپنی جان دینے کا اقرار کیا ہے اور بعض نے تو ایسی لطیف سکیمیں بطور مشورہ اپنے خطوط میں بیان کی ہیں کہ گویا میری سکیم کے بعض ٹکڑے انہوں نے بیان کردیئے ہیں۔ بہرحال جماعت کے ہزارہا آدمی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ وہ بغیر کسی عذر کے' بغیر ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نکالنے کے' اس بات پر تیار ہیں کہ ان سے سلسلہ کا جو کام بھی لیا جائے' لے لیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی

رکھتا ہو میری اس تحریک پر آگے آجائے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرے گا' اس کا ایمان کھویا جائے گا- پس بے شک اس قدر لوگوں کا سکیم کے معلوم ہونے سے پہلے ہی اپنے آپ کو پیش کردینا ایک مبارک بات ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا صرف منہ کے دعوے سے خوشی حاصل ہوسکتی ہے' بڑی قربانی کی امید تبھی ہوسکتی ہے جب اس سے پہلے بعض چھوٹی قربانیاں انسان کرچکا ہو- پس میں یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کہ مجھے کس طرح یقین ہو کہ آپ لوگ اس بڑی قربانی کے لئے تیار ہوں گے جبکہ جماعت کا ایک بڑا حصہ باوجود بار بار توجہ دلانے کے چندوں میں بھی سُست ہے- اگر ایک شخص ہمارے پاس آئے اور کہے میں دس روپے دینے کے لئے تیار ہوں لیکن تقاضا پر ایک روپیہ بھی نہ دے تو کس طرح سمجھا جائے کہ اس نے سچا وعدہ کیا- پس میں صرف آپ لوگوں کے وعدوں کو نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ میں آپ لوگوں کی قربانی کا حقیقی ثبوت دیکھنا چاہتا ہوں- میں پہلے یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے لئے بھی تیار ہیں یا نہیں- اس کے یہ معنی نہیں کہ میں وہ سکیم چھپالوں گا میں جس قدر باتیں تمہید میں کہنا چاہتا تھا وہ ختم کرچکا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اگلی دفعہ وہ سکیم بیان کرنی شروع کردوں گا- مگر مجھے پوری تسلی تب ہوگی جب مجھے یہ یقین ہوجائے کہ ادنیٰ قربانی جس کا آپ سے سلسلہ دیر سے مطالبہ کررہا ہے' اسے آپ نے پورا کردیا- گزشتہ سال چندوں میں اسّی ہزار کی کمی تھی اور اس سال بھی بار بجائے کم ہونے کے بڑھ رہا ہے-

پس جبکہ جماعت کے بعض افراد ماہواری چندہ بھی نہیں ادا کرتے اور اس معمولی قربانی کے کرنے کے لئے بھی تیار نہیں تو میں کس طرح سمجھ لوں کہ وہ بڑی قربانی پر آمادہ ہیں- مجھے چندوں کی ادائیگی کا نام قربانی رکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے مگر اسے قربانی ہی فرض کرلیا جائے تب بھی ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ جب ہم ادنیٰ قربانیوں سے دریغ کریں گے تو اعلیٰ قربانیوں کے کرنے کا حوصلہ ہمیں کس طرح ہوگا- منہ کی باتیں انسان کو کبھی کامیاب نہیں کیا کرتیں- احراریوں کو دیکھ لو وہ منہ کی لاف و گزاف میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں- ہر اختلاف پر حکومت کو دھمکی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا حکومت کو معلوم نہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم گورنمنٹ کا تختہ الٹ کر رکھ دیں گے- وہ بارہا ایسے دعوے شائع کرچکے ہیں لیکن شور مچا کر بیٹھ جایا کرتے ہیں اور آج تک انہوں نے گورنمنٹ کا تختہ الٹ کر کبھی نہ دکھایا- تحریکِ کشمیر

کے وقت انہوں نے کہنا شروع کردیا کہ کیا گورنمنٹ جانتی ہے ہم کون ہیں' ہم مسلمان ہیں' اگر ذرا اٹھے تو بتادیں گے مگر کیا کچھ بھی نہ' اور معافیاں مانگ کر واپس آگئے۔ میکلگن کالج کے جھگڑے کے وقت بھی اسی طرح کیا۔ ان کی مثال وہی ہے جو ہندو بنیوں کی لڑائی کرتے وقت ہوتی ہے۔ میں نے خود اس قسم کی لڑائی دیکھی ہے ایک شخص دوسرے سے کہتا تھا کہ گالی دے تو میں تجھے بتاؤں گا اور جب وہ گالی دیتا تو یہ تولنے کا باٹ اٹھا کر کہتا اب کے گالی دے تو میں تیرا سر پھوڑ دوں گا۔ چند منٹ انہی الفاظ کا تکرار رہتا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد پہلا شخص کوئی اور گالی دے دیتا تو یہ پھر اُچھل کر کہتا کہ اب کے گالی دے تو تجھے بتلاؤں۔ میں نے جب یہ لڑائی دیکھی اس وقت میں بچہ تھا' پانچ چھ سال کی عمر ہوگی' میں حیرت سے یہ تماشا دیکھنے لگا اور میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا کہ یہ جلدی کیوں نہیں کرتا' اگر اس نے مارنا ہے تو مار کر اس کا سر کیوں نہیں پھوڑتا مگر ایک ادھر سے کودتا اور دوسرا ادھر سے پُھدکتا' نہ یہ مارتا اور نہ وہ گالی دینے سے رُکتا' احرار اور گورنمنٹ کی لڑائی بالکل اسی قسم کی ہے۔ گورنمنٹ کچھ کہتی ہے تو یہ پُھدکتے ہوئے اُٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تم کو پتہ نہیں۔ ہم مسلمان ہیں ہم تمہارا تختہ الٹ کر رکھ دیں گے۔ کئی سال سے ہم یہی سنتے چلے آئے مگر عملی رنگ میں ان میں سے کسی نے کچھ کرکے نہ دکھایا۔ صرف اس وقت انہیں خوشی محسوس ہوتی ہے جب ان میں سے کوئی شخص کسی ہندو کو مار دیتا ہے حالانکہ ہم ان سے زیادہ دین کے لئے غیرت رکھتے ہیں۔ مگر ہم اس بات کو نہایت بُرا سمجھتے ہیں کہ ایک نہتے اور غافل شخص پر خنجر اٹھا کر اسے قتل کردیا جائے اگر اپنی جان کی قربانی ہی کرنی ہو تو کسی طاقتور کا مقابلہ کرکے جان کی قربانی کرنی چاہیئے مگر احراری اور ان کے ساتھی ایسا نہیں کرتے۔ یہاں قادیان کے قریب آئے تو یہی دھمکیاں دیتے رہے کہ پولیس کا چاروں طرف پہرہ ہے اگر آٹھ گھنٹے کے لئے گورنمنٹ ہمیں کھلا چھوڑ دے تو ہم دیکھ لیں کہ یہ احمدی اور ان کا قادیان کہاں رہتا ہے۔ مگر ظفر علی صاحب جب ایک دفعہ بٹالہ میں آئے اور وہاں بعض احمدی پہنچ گئے تو انہوں نے یہ شور مچادیا کہ احمدی لٹھ لے کر ہمیں مارنے آگئے ہیں اگر کوئی طاقت تھی تو اسی جگہ کیوں نہ احمدیوں کے ساتھ مقابلہ کرلیا۔ مگر دراصل ان لڑنے والے بنیوں کی طرح ان کی یہ عادت ہے کہ ہر موقع پر جھوٹی شیخیاں بگھارتے ہیں مگر ہم کبھی غلط دھمکیاں نہیں دیا کرتے ہم جھوٹے دعوے نہیں کیا کرتے' ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم گورنمنٹ کا تختہ الٹ دیں گے کیونکہ ہمارا

مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا اور اگر مذہب اجازت بھی دیتا ہو تو چونکہ ہمارے اندر طاقت نہیں اس لئے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم حکومت کا تختہ الٹ دیں گے۔ پس نہ ہم جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی قانون شکنی کرتے ہیں۔ ہاں بارہ مہینے بے کار بیٹھے رہنے کے بھی ہم عادی نہیں۔ ہم تو گورنمنٹ کے اس معاملہ میں کسی خاص میعاد کا تعین نہیں کرتے اور نہ ہی احراریوں سے مقابلہ کی کوئی میعاد مقرر کرسکتے ہیں۔ اگر ایک سال نہیں' دو سال نہیں' دس سال نہیں' سَو سال نہیں' ہزار سال بھی ہمارا اس مقابلہ میں لگ جائے تو ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اگر فرض کرو ہم اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے تو ہماری آئندہ نسل کا فرض ہے کہ وہ اس سوال کو اٹھائے اور اگر وہ بھی کامیاب نہیں ہوسکتی تو اس سے آئندہ آنے والی نسل کا فرض ہے کہ اس سبق کو بھولے نہیں بلکہ یاد رکھے اور اگر کوئی نسل اس عہد کو فراموش کرتی ہے تو وہ ہماری نسل نہیں کہلا سکتی۔ ہم کسی خاص وقت کے قائل نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ جب خداتعالیٰ کا منشاء ہوگا' وہ اس کام کو پورا کرے گا اور اگر ہمارے سَو سال بھی اس کام میں لگ جاتے ہیں تو ہمارا اس میں کیا حرج ہے۔ ہم نے سلسلہ کی خدمت کرنی ہے اور خادم کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ اس کے کام کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ خدمت کرتا ہے اور کبھی خدمت کرنے سے گھبراتا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچپن کا واقعہ ہے۔ ایک غیراحمدی جو اب فوت ہوچکا ہے اس نے سنایا کہ حضرت صاحب جب بچہ تھے گاؤں سے باہر شکار کے لئے گئے اور شکار کے لئے پھندا تیار کرنے لگے' پھر اس خیال سے کہ کھانا کھانے کے لئے گھر نہیں جاسکیں گے ایک دھیلہ ایک بکری چرانے والے کو دیا کہ جاکر چنے بھنوا لاؤ (اس زمانہ میں روپیہ کی بہت قیمت تھی اور کوڑیوں سے بھی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی) اور اس سے وعدہ کیا کہ میں اتنی دیر تمہاری بکریوں کا خیال رکھوں گا۔ وہ شخص جاکر کسی کام میں لگ گیا اور وہ واپس نہ آیا۔ ایک دوسرے شخص نے دیکھ کر کہا کہ آپ اس قدر دیر سے انتظار کررہے ہیں۔ میں جاکر اسے بھیجوں اور یہ شخص جاکر اس لڑکے کو تلاش کرتا رہا اور کہیں شام کے قریب اسے جا ڈھونڈا اور آپ شام تک بکریاں چرایا کئے اور اپنے وعدہ پر قائم رہے۔ جب وہ آیا تو آپ اس پر ناراض بھی نہ ہوئے۔ یہ اخلاق ہیں جو جیتنے والوں میں ہوتے ہیں نہ یہ کہ عمر آخر ہونے کو آئی ہے اور ہر کام میں سُستی' ہر کام میں غفلت' کوئی ہوشیار کرے تو ہوشیار ہوں ورنہ پھر غفلت کی حالت میں چلے جائیں۔ مومن جب ایک کام کو ہاتھ میں لیتا ہے

تو پھر خواہ کچھ ہو اسے آخر تک نباہتا ہے- پس یاد رکھو کہ استقلال اصل چیز ہے اور استقلال کے یہ معنی ہیں کہ قربانیوں پر مداومت اختیار کی جائے مگر جو شخص چھوٹی قربانی نہیں کرتا اس سے کب یہ امید ہوسکتی ہے کہ وہ آئندہ کی بڑی قربانیوں کو پورا کرسکے گا- پس میں جماعتوں اور افرادِ جماعت کی ان تاروں اور خطوط پر اعتماد کرتے ہوئے جن میں انہوں نے سلسلہ کے لئے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کرنے کا وعدہ کیا ہے کہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کے چندوں میں کوئی نہ کوئی بقایا ہے یا ہر وہ جماعت جس کے چندوں میں بقائے ہیں وہ فوراً اپنے اپنے بقائے پورے کرے اور آئندہ کے لئے چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی کا نمونہ دکھلائیں- جو جماعتیں میرے اس حکم کے مطابق اپنے اپنے بقایوں کو ادا کرتے ہوئے آئندہ کے لئے چندوں میں باقاعدگی اختیار کریں گی میں سمجھوں گا کہ انہوں نے اپنے اقرار کو پورا کیا اور آئندہ کی جدوجہد میں ان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کریں گی تو ان کا اقرار قابلِ اعتبار نہیں سمجھا جائے گا-

دوسرا مطالبہ میں اپنی جماعت سے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے جب جنگ ہورہی ہو اس وقت بغیر اس کے کہ بُنْیَا نِ مَرْ صُوْ صٍ ہو کر لڑائی کی جائے کامیابی نہیں ہوسکتی- گویا فتح کی یہ علامت خداتعالیٰ نے مقرر کی ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں مومن پہلو بہ پہلو کھڑے ہوں اور ایک ایسی دیوار کی طرح ہوں جس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو' کوئی ایسا شگاف نہ ہو جو نظر آسکے اور کوئی سوراخ ایسا نہ ہو جو دکھائی دے سکے- یہ فاتح قوم کی علامت ہے جو خداتعالیٰ نے بتائی ہے- اس کے مطابق ہماری جماعت میں جب تک وہ اتفاق واتحاد پیدا نہ ہو جو فتح کی ضمانت ہوتا ہے' اس وقت تک میں کس طرح اعتبار کرسکتا ہوں کہ آپ لوگ اس لڑائی میں جو ہمارے سامنے ہے' کوئی نمایاں کام کرسکیں گے- میں تو دیکھتا ہوں کہ جماعت کے بعض اچھے اچھے لوگ ذرا سی بات پر لڑ پڑتے ہیں اور یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہم انجمن میں چندہ نہیں دیں گے بلکہ براہ راست بھیجیں گے- میں انہیں منافق نہیں کہتا' وہ مخلص ہوتے ہیں کیونکہ خدمات سے گریز نہیں کرتے مگر باوجود اس کے ذرا سی بات پر آپس میں تفرقہ پیدا کرلیتے ہیں حالانکہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ہر شخص کا کندھا دوسرے شخص کے کندھے سے ملا ہوا نہ ہو اور وہ ایک ایسی دیوار کی طرح نہ ہوں جس میں سیسہ پگھلایا گیا ہو' اس وقت تک دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی نہیں

ہو سکتی- پس کامل مومن کی یہ علامت ہے کہ وہ کامل طور پر اپنے بھائیوں سے متحد ہوتا ہے اور خصوصیت کے ساتھ لڑائی اور جنگ کے موقع پر اس کے اندر کوئی رخنہ اور سوراخ نہیں ہوتا- آج ایک طرف احراری ہماری جماعت کے مخالف ہیں' دوسری طرف جو احراری نہیں وہ بھی ان سے ہمدردی رکھتے ہیں' سکھ اور ہندو بھی ان کے ساتھ شامل ہیں-

پس جبکہ مختلف مذاہب ہماری مخالفت میں متحد ہو رہے ہیں تو میں اپنی جماعت میں یہ نمونہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ہو- کچھ عرصہ گزرا غالباً سال یا دو سال ہوئے کہ میں نے ایک خطبہ میں بتلایا تھا کہ تمہاری آپس کی رنجشیں اور لڑائیاں خلافِ اسلام ہیں- تمہارا فرض ہے کہ تم جاؤ اور ان لوگوں سے بغلگیر ہو جاؤ جن سے تم ناراض ہو بلکہ جو شخص سمجھتا ہے کہ وہ مظلوم ہے' اس کا فرض ہے کہ وہ پہلے جائے اور اپنے ظالم بھائی سے معافی طلب کرے- رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو صلح کے لئے ابتداء کرتا ہے' وہ جنت میں پانچ سو سال پہلے داخل ہوتا ہے ؎ - پس کتنی غفلت ہوگی اگر ایک شخص مظلوم بھی ہو- اور ظالم اس سے پہلے معافی مانگ کر جنت میں پانچ سو سال پہلے چلا جائے گا- پس مظلوم کا فرض ہے کہ وہ جائے اور صلح کرے- اور درحقیقت اُسی وقت تم امن کی حالت میں سمجھے جاسکتے ہو جب تمہارے اندر کوئی شگاف اور تفرقہ نہ ہو- آج وہ دن ہے کہ حکومت بھی تمہارے خلاف ہے اور رعایا بھی تمہیں تباہ کرنا چاہتی ہے اگر ان جنگ کے ایام میں بھی کوئی شگاف یا رخنہ تمہارے اندر ہے تو تم اپنی فتح کی منزل کو دور کرتے ہو-

پس میرا دوسرا حکم یہ ہے کہ اس ہفتہ کے اندر اندر ہر وہ شخص جس کی کسی سے لڑائی ہو چکی ہے' ہر وہ شخص جس کی کسی سے بول چال بند ہے' وہ جائے اور اپنے بھائی سے معافی مانگ کر صلح کرلے اور کوئی معاف نہیں کرتا تو اس سے لجاجت اور انکسار کے ساتھ معافی طلب کرے اور ہر قسم کا تذلّل اس کے آگے اختیار کرے تاکہ اس کے دل میں رحم پیدا ہو اور وہ رنجش کو اپنے دل سے نکال دے اور ایسا ہو کہ جس وقت مَیں دوسرا اعلان کرنے کے لئے کھڑا ہوں' اس وقت کوئی دو احمدی ایسے نہ ہوں جن کی آپس میں بول چال بند ہو- پس جاؤ اور اپنے دلوں کو صاف کرو' جاؤ اور اپنے بھائیوں سے معافی طلب کرکے متحد ہو جاؤ' جاؤ اور ہر تفرقہ اور شقاق کو اپنے اندر سے دور کردو تب خدا تعالیٰ کے فرشتے تمہاری مدد کے لئے اُتریں گے- آسمانی فوجیں تمہارے دشمنوں سے لڑنے کے لئے نازل ہوں گی اور تمہارا دشمن

خدا کا دشمن سمجھا جائے گا۔ یہ دو نمونے ہیں جو میں اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ جس شخص کو یہ خطبہ پہنچے' وہ اس وقت تک سوئے نہیں جب تک کہ اس حکم پر عمل نہ کرلے سوائے اس کے کہ اس کے لئے ایسا کرنا ناممکن ہو۔ مثلاً جس شخص سے لڑائی ہوئی ہو وہ گھر میں موجود نہ ہو یا اسے تلاش کے باوجود مل نہ سکا ہو یا کسی دوسرے گاؤں یا شہر میں گیا ہوا ہو۔ جماعتوں کے سیکرٹریوں کو چاہیئے کہ وہ میرے اس خطبہ کے پہنچنے کے بعد اپنی اپنی جماعتوں کو اکٹھا کریں اور انہیں کہیں کہ (خلیفۃ المسیح) کا حکم ہے کہ آج وہی شخص اس جنگ میں شامل ہوگا جو اپنے بقایوں کو بے باق کرکے آئندہ کے لئے چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کرے گا۔ پھر اس کے بعد انہیں دوسرا حکم پہنچائیں کہ (خلیفۃ المسیح) کا حکم ہے کہ آج وہی شخص اس جنگ میں شامل ہوسکے گا جس کی اپنے کسی بھائی سے رنجش اور لڑائی نہ ہو اور جو صلح کرکے اپنے بھائی سے متحد ہوچکا ہو اور جب میں قربانی کے لئے لوگوں کا انتخاب کروں گا تو میں ہر ایک شخص سے پوچھ لوں گا کہ کیا تمہارے دل میں کسی سے رنجش یا بغض تو نہیں اور اگر مجھے معلوم ہوا کہ اس کے دل میں کسی شخص کے متعلق کینہ اور بغض موجود ہے تو میں اس سے کہوں گا کہ تم بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ نہیں تمہارا کندھا اپنے بھائی کے کندھے سے ملا ہوا نہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ تمہارے کندھے سے دشمن ہم پر حملہ کردے پس جاؤ مجھ کو تمہاری ضرورت نہیں۔ یہ دو کام ہیں جن کا پورا کرنا مَیں قادیان والوں کے ذمہ اگلے خطبے تک اور باہر کی جماعتوں کے ذمہ اس خطبہ کے چھپ کر پہنچنے کے ایک ہفتہ بعد تک فرض مقرر کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں تم میں سے ہر شخص سے یہ مطالبہ کروں گا کہ تم نے جس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہے کہ تم اپنی جانیں اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی وجاہت سب کچھ اس پر قربان کردوگے وہ تم سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے' وہ تمہاری جانیں اور تمہارے مال تم سے مانگتا ہے' تمہارا فرض ہے کہ تم آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پورا کرو۔ دیکھو میں نے اس حدیث کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ شخص جو اپنے بھائی سے صلح کرتا ہے' اپنے بھائی سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوتا ہے۔ جنت میں داخلہ تو نہ معلوم کس رنگ میں ہوگا اللہ تعالیٰ ہی اس کو بہتر جانتا ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ[۲] یعنی جنت کی حقیقت اور اس کی نعمتیں ایسی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں' نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل میں بھی ان کا

خیال گزرا- لیکن میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ ایک اس حدیث کے ظاہری معنی بھی ہیں اور وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس قوم میں تفرقہ اور شقاق پیدا ہوتا ہے وہ اپنی فتح کو پانچ سو سال پیچھے ڈال دیتی ہے قرآن کریم نے نہایت وضاحت کے ساتھ فتح کو جنت سے تعبیر کیا ہے اس حدیث کے مطابق وہ قوم جو آپس میں صلح اور اتحاد سے رہتی ہے' دوسری اقوام سے پانچ سو سال پہلے دنیا کی فاتح بنتی ہے- پس ہم میں سے ہر وہ شخص جو اپنے کسی بھائی سے محبت نہیں کرتا' ہر وہ شخص جو اپنے کسی بھائی سے بغض اور عناد رکھتا ہے' وہ سلسلہ احمدیہ کی فتح کو پانچ سو سال پیچھے ڈال دیتا ہے اور کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ شخص ہمارا بھائی سمجھا جا سکتا ہے؟ اگر کوئی ایک دن کے لئے بھی سلسلہ کی فتح کو پیچھے ڈالتا ہے تو ہمارا دوست نہیں بلکہ دشمن ہے پھر وہ شخص ہمارا کتنا بڑا دشمن ہے جو سلسلہ کی فتح کو پانچ سو سال پیچھے ڈال دیتا ہے اس لئے جاؤ اور اپنے بھائیوں سے صلح کرو' جاؤ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگ کر یکجان ہو جاؤ- میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جس وقت میں نے جماعت کے لئے یہ حکم تجویز کیا' اس وقت سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے خدا میرا دل صاف ہے اور مجھے کسی سے بغض و کینہ یا رنجش نہیں سوائے ان کے جن سے ناراضگی کا تو نے حکم دیا ہے لیکن اگر میرے علم کے بغیر کسی شخص کا بغض یا اس کی نفرت میرے دل کے کسی گوشہ میں ہو' تو الٰہی میں اسے اپنے دل سے نکالتا ہوں اور تجھ سے معافی اور مدد طلب کرتا ہوں- مگر میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں نے کبھی کسی شخص سے بغض نہیں رکھا بلکہ شدید دشمنوں کے متعلق بھی میرے دل میں کبھی کینہ پیدا نہیں ہوا- ہاں ایک قوم ہے جس کو میں مستثنیٰ کرتا ہوں اور وہ منافقین کی جماعت ہے- مگر منافقین کا قطع کرنا یا انہیں جماعت سے نکالنا یہ میرا کام ہے تمہارا نہیں- جس کو میں منافق قرار دوں اس کے متعلق جماعت کا فرض ہے کہ اس سے بچے لیکن جب تک میں کسی کو جماعت سے نہیں نکالتا' تمہیں ہر ایک شخص سے صلح اور محبت رکھنی چاہیئے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا چاہیئے- میں ان قربانیوں کے سلسلہ میں جن کا تمام جماعت سے مطالبہ کرنا چاہتا ہوں بعض اور باتیں بھی کہنا چاہتا تھا لیکن چونکہ وہ اس سکیم کا حصہ ہیں جسے میں بیان کروں گا اس لئے میں انہیں اس کے ساتھ ہی بیان کروں گا- سرِدست ایک اور اعلان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ مجھے فوراً جلد سے جلد ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو سلسلہ کے لئے اپنے وطن چھوڑنے کے لئے تیار ہوں- اپنی جانوں کو خطرات میں ڈالنے کے لئے تیار

ہوں اور بھوکے پیاسے رہ کر بغیر تنخواہوں کے اپنے نفس کو تمام تکالیف سے گزارنے پر آمادہ ہوں۔ پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو نوجوان ان کاموں کے لئے تیار ہوں' وہ اپنے نام پیش کریں۔ نوجوانوں کی لیاقت کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یا تو وہ مولوی ہوں' مدرسہ احمدیہ کے سند یافتہ یا کم سے کم انٹرنس پاس یا گریجوایٹ ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ بہت سے ایسے نوجوان ہماری جماعت میں نکمے موجود ہیں جو اپنے ماں باپ پر بوجھ بنے ہوئے ہیں اور گھر بیٹھے روٹیاں توڑتے رہتے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اس طرح اپنے نفسوں کو ہلاک نہ کریں آج اسلام کو ان کی خدمت کی ضرورت ہے' آج احمدیت کو ان نونہال فرزندوں کی ضروت ہے' وہ آگے آئیں اور اپنے نام پیش کریں۔ اس اعلان کے جواب سے بھی مجھے اندازہ ہوجائے گا کہ جماعت میں کتنے ایسے افراد ہیں جو عملی رنگ میں قربانی کرنے پر تیار ہیں۔ میں نوجوانوں کے باپوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ اپنی اولادوں کو خدمتِ دین کے لئے پیش کریں' ان کی ماؤں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو خداتعالیٰ کی راہ میں پیش کریں مگر ایسے ہی نوجوانوں کی ضرورت ہے جو فارغ ہوں اور شرط یہ ہے کہ وہ سرکاری ملازم نہ ہوں اور نہ ہی تاجر ہوں اور نہ طالب علم ہوں صرف ایسے نوجوان ہوں جو ملازمت کی انتظار میں اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے ایسے لوگوں کی بھی ضرورت نہیں جو سلسلہ کے کاموں پر لگے ہوئے ہیں' نہ وہ نوجوان درکار ہیں جو دکانیں کررہے ہیں یا زراعت پیشہ ہیں۔ میں صرف ان نوجوانوں کو آواز دیتا ہوں جن کو ابھی تک نوکریاں نہیں ملیں اور جن کے کام کے لئے نکل کھڑے ہونے سے ان کی زراعت یا تجارت وغیرہ کو صدمہ نہیں پہنچے گا۔ پس میں بیکار نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ وہ آگے بڑھیں' ان کے باپوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو تیار کریں' ان کی ماؤں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے بیٹوں کو خدمت سلسلہ کیلئے آمادہ کریں اور یاد رکھیں کہ وہ ماں باپ جو خداتعالیٰ کی راہ میں اپنے کسی بچہ کو پیش کرتے ہیں' وہ ہر اس ثواب کے حصہ دار ہوجاتے ہیں جو اس بچے کو ملتا ہے اور سلسلہ کی ترقی کے لئے ان کا بچہ جو کام بھی کرے گا' اس کا ثواب اس کے ماں باپ کو بھی ملے گا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی شرط ہے کہ ان نوجوانوں کو کم از کم تین سال کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا ہوگا' گو ممکن ہے بعض دفعہ کسی سے زیادہ عرصہ کے لئے بھی کام لیا جائے۔ ہماری جماعت میں اس وقت سینکڑوں بیکار نوجوان موجود ہیں اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسے لوگ خدمتِ سلسلہ کے لئے کیوں سامنے

نہیں آسکتے- اس کے بعد میں اِنْشَاءَ اللّٰہُ اگلے جمعہ وہ سکیم پیش کروں گا جس کے پیش کرنے کا میرا ارادہ ہے- وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ-

(الفضل ۱۸- نومبر ۱۹۳۴ء)

۱؎ البقرۃ:۲۱۵ ۲؎ الکوثر:۲ تا آخر

۳؎ بخاری کتاب النکاح باب الصفرۃ للمتزوج و باب کیف یدعٰی للمتزوج

۴؎ بخاری کتاب التفسیر- تفسیر سورۃ السجدۃ زیر آیت فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین